Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025 ❄ ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

محمد یوسف چوہان❁

ڈاکٹر نجم الاسلام اور منسوباتی ادب کی تحقیق

Dr. Najmul Islam and Research of Pseudepigraphic Literature

By *Muhammad Yousuf Chouhan, Asst. Prof. Urdu, Govt. Graduate College, Mandi Bahauddin.*

Abstracts

Dr. Najmul Islam (1933-2001), head of the department of Urdu, in the University of Sindh, was a well-known researcher of Urdu language and literature. He was a man of multi-dimensional personality. In this article, pseudepigraphic literature of Dr. Najmul Islam is discussed briefly and comprehensively. In this dimension, his work is self-written, translated, extracted, edited and on the principles of pseudepigraphic research. He pointed out Allama Shibli Nomani as the founder of pseudepigraphic research in Urdu language. He defined the term pseudepigraphic research first of all comprehensively. Translated work is actually the research of renowned researchers of Persian language on pseudepigraphic research. Tenth and Eleventh Common Issue of the departmental research journal *Tehqeeq* of the University of Sindh, Jamshoro was published on *Gosha-e-Tehqeeq-e-Mansubat* in his editorship. Actually, he launched a campaign for researchers in this field. His work on pseudepigraphic research is unparallel in Urdu language.

❁ اسسٹنٹ پروفیسر اردو، گورنمنٹ گریجویٹ کالج، منڈی بہاء الدین

Keywords: Dr. Najmul Islam, pseudepigraphy, pseudepigraphic literature, pseudepigraphic research, principles of pseudepigraphic research, Gosha-e-Tehqeeq-e-Mansubat of *Tehqeeq* Jamshoro.

منسوبات کا لغوی معنی ہے: "نسبت رکھنے والی چیزیں یا باتیں"۔ منسوبات جمع ہے منسوب کی۔ منسوب اصل میں نسب کا اسم مفعول ہے۔ نسب عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کا معنی ہے، باپ کی طرف سے نسبت۔ مَنْسُوبْ کے معنی ہیں: "نسب بیان کیا ہوا، نسبت قائم کی ہوئی۔" اصطلاحی طور پر منسوبات کا تعلق، انتساب کے متعلقات سے ہے۔ انتساب کے لغوی معنی "نسبت دینا، منسوب ہونا" ہیں، جبکہ اصطلاحی معنی ہیں: ایک شاعر کا کلام دوسرے سے کسی غلط فہمی، لاعلمی یا التباس کی بنا پر منسوب ہو جانا۔ نجم الاسلام نے پہلی مرتبہ منسوبات کی تعریف یوں کی:

> منسوبات سے ہماری مراد ایک ایسی قابلِ قبول اصطلاح ہے، جس میں (وسیع معنوں میں) سرقہ، الحاق، التباس، انتحال، جعل اور ملکیتِ تصنیف سے متعلق اسی نوعیت کے دیگر امور اور اشکالات آجاتے ہیں، جو تصنیف یا کلام اپنی اصل کے علاوہ کسی اور طرف منسوب ہو یا اپنی اصل حالت پر نہ رہے اور دوسروں کا کلام اس میں مخلوط ہو یا کر دیا گیا ہو، اسے منسوبات کے تحت رکھا جا سکتا ہے۔[۱]

منسوباتی ادب سے مراد وہ تمام ادب یا تحریری مواد ہے، جس کا تعلق کسی نہ کسی طرح منسوبات یا تحقیقِ منسوبات سے ہو۔ نجم الاسلام کے منسوباتی ادب کا مطلب، ان کا وہ تمام تحقیقی، ترجمہ، مستفاد اور ادارتی کام ہے، جو انھوں نے خود کیا یا جو انھوں نے دوسروں کے منسوبات پر تحقیقی کام کی جمع آوری یا ترتیب پر کیا۔ اس کے علاوہ انھوں نے تحقیقِ منسوبات کی اصول سازی پر کام کیا اور دیگر محققین کی تحقیقِ منسوبات پر اصول سازی کی جمع آوری بھی کی۔ نجم الاسلام کے تحقیقِ منسوبات پر درج ذیل مضامین شائع ہوئے:

۱۔ "گربہ نامہ"، مطبوعہ "صحیفہ"، لاہور، شمارہ ۴۳، اپریل ۱۹۶۸ء
۲۔ "غلام علی آزاد بلگرامی سے منسوب 'گربہ نامہ' اور اس کا اصل مصنف"، "صحیفہ"، لاہور، شمارہ ۵۵، اپریل ۱۹۷۱ء
۳۔ "یا صاحب الجمال و یا سیّد البشر"، مشمولہ "اورینٹل کالج میگزین"، لاہور، شمارہ مسلسل ۲۲۶۔۲۲۷، ۱۹۸۲ء
۴۔ "'دیوانِ غمگین' کس غمگین کا ہے؟"، مشمولہ "تحقیق"، جام شورو، مشترکہ شمارہ ۸۔۹، فروری ۱۹۹۶ء

۵۔ ”کچھ منسوبات اور کچھ تحقیقِ منسوبات کے بارے میں“، مطبوعہ ”تحقیق“ جام شورو، شمارہ ۱۰۔ ۱۱، مئی ۱۹۹۸ء

۶۔ ”مسئلۂ ملکیتِ تصنیف کے بارے میں رچرڈ ایلٹیک کی تصریحات“، مشمولہ ”تحقیق“ جام شورو، مئی ۱۹۹۸ء

۷۔ ”دو موضحِ قرآن“، مشمولہ ”تحقیق“، جام شورو، شمارہ ۱۰۔ ۱۱، مئی ۱۹۹۸ء

۸۔ ””رسالۂ تنقید بر کلامِ شہید“ کا مصنّف کون ہے؟"، مشمولہ ”تحقیق“، جام شورو، شمارہ ۱۰۔ ۱۱، مئی ۱۹۹۸ء

۹۔ ”کچھ کتاب ’سر العالمین‘ کے غزالی سے انتساب کے بارے میں“(مترجمہ)، مطبوعہ ”تحقیق“، جام شورو، مئی ۱۹۹۸ء

۱۰۔ ””رسالہ نوریہ“ کس کی تصنیف ہے؟“ (مترجمہ)، مطبوعہ ”تحقیق“، جام شورو، مئی ۱۹۹۸ء

۱۱۔ ”آیا ’کتاب السعادۃ والاسعاد‘ ابوالحسن عامری کی تصنیف ہے؟“ (مترجمہ)، مطبوعہ ”تحقیق“، جام شورو، مئی ۱۹۹۸ء

۱۲۔ ”خیام کی اصیل رباعیاں کون سی ہیں؟“(مترجمہ)، مطبوعہ ”تحقیق“، جام شورو، مئی ۱۹۹۸ء

اس موضوع پر ان کے کچھ مقالات مستفاد ہیں، جو انھوں نے مختلف کتب و مقالات سے اخذ کیے۔ یہ تمام مضامین ”تحقیق“ جام شورو کے ”منسوبات نمبر“ میں شامل ہیں۔

اصولِ تحقیقِ منسوبات پر نجم الاسلام نے دو مضامین لکھے، جن میں پہلا طبع زاد ہے اور دوسرا ترجمہ۔ انھوں نے اس شعبے میں نقد کا کام بھی سر انجام دیا، جس کی بنیاد خالص تحقیق پر ہے۔ پہلے مضمون ”کچھ منسوبات اور کچھ تحقیقِ منسوبات کے بارے میں“ میں نجم الاسلام نے تحقیقِ منسوبات میں محققین کے مراتب پر اظہارِ خیال کیا۔ محققین کے مراتب کے سلسلے میں سب سے پہلے آج کل دہلی، اگست ۱۹۶۷ء کے ”اردو تحقیق نمبر“ میں اردو تحقیق کے چار ستونوں یعنی قاضی عبدالودود، امتیاز علی خاں عرشی، مسعود حسین رضوی اور مالک رام کو با تصویر دکھایا گیا تھا۔ دراصل اسی شمارے میں علی جواد زیدی نے اپنے مضمون ”اردو تحقیق کے چند سنگِ میل اور ستون“ میں ان چاروں محققین کو تحقیق کے ستون قرار دیا تھا۔[۲] اس میں حافظ محمود خاں شیرانی کو نظر انداز کیا گیا۔ ڈاکٹر گیان چند جین نے ”تحقیق“ کا فن میں ”زبان اور بیان“ کے باب کے تحت، ”اردو تحقیق کے عناصرِ خمسہ“ ان پانچ محققین کو بالترتیب لکھا: ۱) محمود شیرانی ۲) قاضی عبدالودود ۳) مسعود حسن رضوی ۴) امتیاز علی خاں عرشی ۵) مالک رام۔[۳] رشید حسن خاں نے اپنی کتاب تدوین۔ ”تحقیق روایت“ کے مضمون ”حافظ محمود خاں شیرانی کی تاریخی اہمیت“ میں حافظ محمود شیرانی کو ہندوستان میں اردو اور فارسی کی نسبت سے ”تحقیق کا معلّمِ اوّل“ کہا۔[۴]

گویا رشید حسن خاں اور گیان چند جین نے علی جواد زیدی کی غلطی کا ازالہ کیا۔ ڈاکٹر عطش درانی نے اپنی کتاب ''جدید رسمیاتِ تحقیق'' کے ''مقدمہ ادبیاتِ اصولِ تحقیق'' میں اصولِ تحقیق کے حوالے سے محققین کی درجہ بندی اس طرح کی: ۱) حافظ محمود شیرانی ۲) قاضی عبدالودود اور مولوی محمد شفیع ۳) ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں، ڈاکٹر خلیق انجم اور ڈاکٹر گیان چند جین۔[۵] نجم الاسلام نے اسی روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے، مذکورہ بالا مضمون میں تحقیقِ منسوبات کے حوالے سے محققین کے مراتب کا تعیّن کیا۔ ان کے مطابق اردو میں تحقیقِ منسوبات کی پہلی کوشش علامہ شبلی نعمانی نے کی، جو ''الغزالی'' میں ''امام غزالی کی مجوث فیہ تصنیفات'' کے عنوان سے ہے۔ اپنی اسی تحریر میں نجم الاسلام نے حافظ محمود شیرانی کو جدید تحقیقِ منسوبات کا بانی قرار دیا۔ ان کے خیال میں شیرانی کے بعد دو فضلا اس میدان میں زیادہ نمایاں ہیں، یعنی ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں اور ڈاکٹر نذیر احمد۔ اس مضمون میں نجم الاسلام نے پہلی بار منسوبات کی تعریف کی۔ منسوبات کی اصطلاح میں ان غلط انتسابات کی بھی گنجائش رکھی، جو تصنیفات اور کلام ہی نہیں اشخاص و اماکن سے متعلق ہوتے ہیں۔ دیوانِ انوری کے ذیل میں حافظ محمود شیرانی کے کام کو اس لحاظ سے مثالی تسلیم کیا گیا، جس کے تحت شاعروں کا کلام مخلوط ہو جانے کی صورت میں کوئی منہج اور اصول متعین کر کے ہر شاعر کے کلام کی جدا جدا شناخت کر لی جاتی ہے۔ تحقیقِ منسوبات کا ایک منہج اسالیبی تجزیہ و تقابل ہے، جس کی نمایاں مثال مشکوک ملکیت والی فارسی کتاب ''مینا بازار'' پر ڈاکٹر نذیر احمد کے مفصّل تجزیاتی مقالہ کو قرار دیا گیا۔

دوسرا مضمون ''مسئلہ ملکیتِ تصنیف کے بارے میں رچرڈ ڈایلٹیک کی تصریحات''، رچرڈ ڈایلٹیک (Richard D. Altick) کی کتاب ''دی آرٹ آف لٹریری ریسرچ'' (The Art of Literary Research) کے باب سوم ''چند علمی مشاغل'' (Some Scholarly Occupations) کے ذیلی عنوان ''مسئلہ ملکیّتِ تصنیف'' (Problems of Authorship) اور باب دوم کے کچھ نکات کا ترجمہ ہے۔ ملکیّتِ تصنیف کی تعیین میں داخلی شہادت کو خاص اہمیت دی گئی۔ اسالیبی شہادت کی مدد لیتے وقت سوالات اٹھانے کا مشورہ دیا گیا، جیسے مصنّف کی مستند تصانیف سے اخذ کر کے جو معیارات قائم کیے گئے، وہ کہاں تک معتبر ہیں؟ شعر گوئی کے انداز، زبان اور امیجری کی وہ خصوصیات کیا صرف اسی مصنّف کا خاصہ ہیں یا دوسروں کے کلام میں بھی ملتی ہیں؟ اگر کسی مصنّف کے بارے میں علم ہو کہ اس نے کسی خاص رسالے میں کسی معلوم مدّت کے اندر مضامین لکھے ہیں تو اخراج (Elimination) کے طریقے سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ اس مصنّف کا مضمون کون سا ہے۔

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

نجم الاسلام نے تحقیقِ منسوبات پر نو مضامین لکھے، جن میں سے پانچ طبع زاد ہیں۔ طبع زاد مضامین گربہ نامہ، ”یا صاحب الجمال و یا سید البشر“، ”موضحِ قرآن“، ”دیوانِ غمگین“ اور ”رسالۂ تنقید بر کلامِ شہید“ کے انتسابات پر ہیں۔ مضمون ”گربہ نامہ“ میں نجم الاسلام نے موقف اختیار کیا کہ ”گربہ نامہ“ کا مصنف غلام علی آزاد بلگرامی نہیں ہو سکتا۔ نجم الاسلام جب اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے ”دبستانِ دہلی کی نثر“ پر تحقیقی کام کر رہے تھے تو اس کے مجوزہ خاکے کے دوسرے حصے میں ”متقدمین کی نثر“ کے تحت ساتویں نمبر پر ”غلام علی کا گربہ نامہ“ شامل تھا۔ ”گربہ نامہ“ پر تحقیق کے دوران اس کے مشکوک انتساب کا انکشاف ہوا۔ اس سوال نے بلوم ہارٹ کی انڈیا آفس لائبریری کی فہرست میں اس کے قلمی نسخے کے مصنف کے قدرے مختلف نام کی موجودگی سے جنم لیا، کیونکہ یہ نام دوسرے مطبوعہ اور غیر مطبوعہ پانچ نسخوں سے میل نہیں کھاتا تھا اور سب سے قدیم مطبوعہ نسخہ یہی انڈیا آفس لائبریری والا تھا۔ ”گربہ نامہ“ کے بارے میں ”خم خانۂ جاوید“ میں لالہ سری رام نے ”آزاد“ کے ذیل میں لکھا:

> حسان الہند مولانا سید غلام علی واسطی بلگرامی: میر عبدالجلیل بلگرامی کے نواسے تھے... عربی، فارسی کے زبردست عالم، ادیب اور ایک قادر الکلام سخنور تھے۔ فارسی گو شعرا کے بھی دو تذکرے لکھے ہیں۔۔۔ اردو زبان میں بھی ایک ”چوہے بلی نامہ“ رقم کیا ہے۔[۲]

نجم الغنی خاں رامپوری کی ”بحر الفصاحت“ میں ”بلی نامہ“ کو آزاد بلگرامی سے منسوب کیا گیا۔ ”مخطوطاتِ انجمن ترقیِ اردو“، جلد اول، مرتبہ افسر صدیقی و سرفراز علی میں ”بلی نامہ“ کا مصنف غلام علی آزاد بلگرامی بتایا گیا۔ نجم الاسلام نے انڈیا آفس لائبریری والا نسخہ منگوایا، لیکن نسخہ آنے میں دیر ہو گئی، لہٰذا ۱۹۶۸ء میں انتساب کا سوال اٹھا کر مقالہ یونی ورسٹی میں جمع کروا دیا گیا۔ ساتھ ہی ”صحیفہ“ لاہور کو اس پر مضمون لکھ کر بھیج دیا گیا۔ بعد ازاں انڈیا آفس لائبریری والا نسخہ دستیاب ہو جانے کے بعد اپریل ۱۹۷۱ء میں نجم الاسلام کا مقالہ ”غلام علی آزاد بلگرامی سے منسوب 'گربہ نامہ' اور اس کا اصل مصنف“، ”صحیفہ“ لاہور میں شائع ہوا، جس میں نجم الاسلام نے ثابت کیا کہ گربہ نامہ کا مصنف غلام علی آزاد بلگرامی نہیں، بلکہ سید غلام علی امروہوی ہے۔[۷] انڈیا آفس لائبریری کے اصل مخطوطے کو دیکھنے سے پتا چلا کہ وہاں بلوم ہارٹ کی صراحت یعنی غلام علی دہلوی سے کچھ مختلف نام یعنی ”غلام علی امر دہلوی“ لکھا ہوا ہے۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں نے رہنمائی کی کہ ”امر دہلوی“ سہوِ کاتب ہے، ”امروہوی“ ہونا چاہیے۔ نجم الاسلام نے تحقیق کو اس رخ پر آگے بڑھایا، کیوں کہ غلام علی امروہوی نام کے کسی شخص کا تاریخی وجود اور ”گربہ نامہ“ کا مصنّف ہونا تحقیق طلب تھا۔ نجم الاسلام کو بالآخر کلب علی خاں فائق رام پوری کے ذریعے مجلسِ ترقیِ ادب لاہور کے

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

کتب خانے میں سیّد رحیم بخش امروہوی کی ''تواریخِ واسطیہ'' کا پتا چلا، جس میں امروہہ کے سیّد غلام علی شاہ کی تصانیف میں ''بلّی نامہ'' ثابت ہو گیا۔ ''تواریخِ واسطیہ'' کی چوتھی فصل ''محلہ بھوکہ'' میں ''جدول منصب داران اولاد سید محمد فاضل بن سید عبدالمجید'' کے تحت تفصیلاً سیّد غلام علی شاہ کا ذکر ہے۔ متعلقہ اقتباس ملاحظہ کیجیے:

> سید غلام علی شاہ ولد سید صابر علی شاہ شاعر، ناثر و حکیم، ولی تخلص، ان کو استعدادِ علمِ عربی و فارسی و طب میں عمدہ طریقے کی حاصل تھی... یہ بڑے مشہور و معروف، با توقیر، صاحبِ تدبیر، خوش تقریر، بزرگ منش، منشیِ با کمال، فصاحت و بلاغت میں بے مثال، صورت و وجاہت میں صاحبِ جمال، شاعر و ناثر و ناظم، ولی تخلص، ہنر مند و ہوشیار، دانشمندِ باوقار، متقی پرہیز گار تھے، ان کی تالیف و تصنیف سے کتاب ''اظہارِ دانش و انشاءِ جعفری'' و ''بلّی نامہ'' نثر و ''خالقِ باری'' منظوم و ''قصہٴ اصحابِ کہف'' وغیرہ یادگار ہیں اور حسبِ ضرورت مطب بھی رکھتے تھے۔[۵]

یہ مضمون بعد ازاں قدرے ترمیم و اضافے کے ساتھ نجم الاسلام کے مجموعہٴ مضامین ''مطالعات'' میں اور پھر مزید کانٹ چھانٹ کے ساتھ ''تحقیق'' جام شورو کے منسوبات نمبر میں شائع ہوا۔

''یاصاحب الجمال و یا سید البشر''، ''اورینٹل کالج میگزین''، لاہور کے بعد ''مطالعات'' میں اسی عنوان سے اضافوں کے ساتھ اور پھر تیسری مرتبہ ''تحقیق'' کے منسوبات نمبر میں مزید ترامیم کے ساتھ شائع ہوا۔ قطعہ:

یا صاحب الجمال و یا سید البشر — من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثنآء کما کان حقہٗ — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

عام طور پر جامیؔ سے منسوب کیا جاتا ہے۔ نجم الاسلام کی نظر سے ایک فاضل محترم کی کتاب گزری، جس میں مذکورہ نعتیہ قطعے کو ''ملفوظاتِ شاہ عبدالعزیز'' کے حوالے سے شاہ عبدالعزیز دہلوی کی تصنیف بتایا گیا۔ نجم الاسلام نے کتاب کو کھنگالا، مگر اس میں ایسی کوئی روایت نہ مل سکی۔ تحقیق کے دوران پتا چلا کہ ایک اور تالیف ''کمالاتِ عزیزی'' میں اسے شاہ عبدالعزیز سے منسوب کیا گیا ہے، جس کے مصنف شاہ عبدالعزیز کے مرید نواب مبارک علی خاں ہیں۔ نجم الاسلام نے داخلی و خارجی شواہد کی بنیاد پر نتیجہ اخذ کیا کہ محض ''کمالاتِ عزیزی'' کی بنیاد پر اس قطعے کو شاہ عبدالعزیز کی تصنیف قرار نہیں دینا چاہیے۔ انھوں نے ''کمالاتِ عزیزی'' سے ایک سطر: ''جو بعض فضائل آپ کے (شاہ عبدالعزیز کے) مجھے معلوم ہیں، بنظر ایضاح و مطالعہٴ شائقینِ حق شناس ''کمالاتِ عزیزی'' نام رکھتا

ہوں“ نقل کر کے نتیجہ نکالا: ”یعنی اس کتاب میں صرف وہی ارشادات نہیں، جو انھوں نے خود شاہ عبدالعزیز سے سنے ہوں گے، دوسروں کی زبانی بھی جو کچھ معلوم ہوا، وہ بھی اس میں شامل ہے۔“ راقم کے دستیاب ”کمالاتِ عزیزی“ (اسلامی اکادمی، لاہور) کے نسخے کے مطابق یہ نتیجہ نکالنے کی ضرورت ہی نہیں، کیوں کہ مرتب نے خود واضح کر دیا:

> جو بعض فضائل آپ کے مجھے معلوم ہیں، بنظرِ ایضاح و مطالعہَ شائقینِ حق شناس ”کمالاتِ عزیزی“ نام رکھتا ہوں۔ یہ کتاب انھوں نے بستم شہر جمادی الاول ۱۲۸۹ھ مطابق ۲۷ جولائی ۱۸۷۲ء میں لکھی ہے، چنانچہ وہ سب فضائل و کمالات اور اس کے علاوہ جو اور کہیں سے دستیاب ہوئے، وہ سب کے سب درج ذیل ہیں۔[۹]

اس مضمون کا اصل مقصد زیرِ بحث نعتیہ قطعہ کا جامی کی تصنیف ہونے یا نہ ہونے کی تحقیق نہیں، کیونکہ اس سلسلے میں کوئی قابلِ تنقیح مواد یا کوئی قابلِ ذکر شہادت ہمدست نہیں۔ بلکہ کوئی ایسی قدیم کتاب یا دستاویز بھی نہیں ملتی، جس میں زیرِ بحث نعتیہ قطعے کا ذکر ہو اور وہ ”فتح العزیز“ سے مقدم ہو۔[۱۰] ”مطالعات“ میں نجم الاسلام نے اضافہ کیا کہ احمد جام سے منسوب دیوان میں یہ اشعار موجود نہیں، گو کہ اس زمین میں چند اشعار ملتے ہیں۔[۱۱]

”دو موضحِ قرآن“ لکھنے کا محرّک پروفیسر محمد ایوب قادری کا مضمون ”شاہ ولی اللہ دہلوی سے منسوب تصانیف“ بنا، جو رسالے ”الرحیم“ حیدرآباد، جلد ۲، نمبر ۱، جون ۱۹۶۴ء میں اور ان کی مرتبہ ”مجموعہَ وصایاءِ اربعہ“ (شاہ ولی اللہ اکیڈمی، حیدرآباد، ۱۹۶۴ء) کے مقدمے میں شائع ہوا۔ پروفیسر موصوف نے خاندانِ شاہ ولی اللہ سے منسوب جعلی تصانیف پر بحث کرتے ہوئے، سید ظہیر الدین احمد ولی اللہی کے تحریر کردہ ”التماسِ ضروری“، مشمولہ ”انفاس العارفین“ کا ایک اقتباس پیش کیا، جس میں دیگر تین تصانیف کے علاوہ ”تفسیرِ موضح القرآن“، مطبوعہ خادم الاسلام دہلی کو جعلی قرار دیا۔ یہ تفسیر ابو محمد ثابت علی اعظم گڑھی اور غلام حسین مونگیری نے ۸۔۱۳۰۷ھ میں شائع کی تھی۔[۱۲] سید ظہیر الدین احمد رشتے میں شاہ رفیع الدین کے نواسے کے پوتے تھے۔ شاہ عبدالقادر دہلوی کی اردو نثر ”موضحِ قرآن“ تفسیر کے دو متن ہیں، جن میں سے ایک منسوب ہے۔ نجم الاسلام نے اصل ”موضحِ قرآن“ جاننے کے لیے دونوں کا تقابلی مطالعہ پیش کیا۔ انھوں نے حیرت کا اظہار کیا کہ جس ایڈیشن کو جعلی قرار دیا گیا، اس کی زبان نسبتاً قدیم تر معلوم ہوتی ہے۔ یہ ایڈیشن تفسیر کی طرز پر ہے اور شاہ عبدالقادر نے بھی ”موضحِ قرآن“ کو تفسیر کی طرز پر ہی لکھا تھا۔ سید عبداللہ سیرام پوری نے اپنے ایڈیشن میں اقرار کیا ہوا ہے کہ انھوں نے متن کی ترتیب

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025

ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

بدلی اور اضافے بھی کیے ہیں۔ نجم الاسلام کے مطابق: یہ امر بعید از امکان نہیں کہ مطبع خادم الاسلام والا ایڈیشن بھی کسی قدیم قلمی نسخے پر مبنی ہو، جسے شاہ عبدالقادر نے خود یا ان کے زمانے میں کسی نے اس طور سے قلم بند کیا ہو۔

جولائی ۱۹۹۴ء میں عبدالقادر غمگین رام پوری کے نام سے "دیوانِ غمگین"، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور نے پہلی بار شائع کیا۔ مولانا امتیاز علی خاں عرشی نے سب سے پہلے اس دیوان کے قلمی نسخے کو عبدالقادر غمگین رام پوری کے دیوان کے طور پر شناخت کیا۔ "پیش لفظ" میں محسن برلاس نے پورا واقعہ لکھا۔[۱۳] اشاعت کے بعد "دیوانِ غمگین" نجم الاسلام کے پاس آیا تاکہ اس پر تبصرہ شائع ہو سکے۔ نجم الاسلام نے "تحقیق" جام شورو، فروری ۱۹۹۶ء میں "کتب و رسائل پر تبصرے" کی سرخی کے تحت دیوانِ غمگین پر تبصرہ لکھا۔ ساتھ ہی "تحقیق" کے اسی مشترکہ شمارہ میں "دیوانِ غمگین' کس غمگین کا ہے؟" کے عنوان سے مقالہ لکھ کر انتساب کے مسئلے کو حل کیا۔ تبصرے میں لکھا کہ یہ قلمی نسخہ عبدالقادر رام پوری کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہونا ثابت نہیں۔ اس میں کوئی ترقیمہ نہیں، جس سے کہ کاتبِ نسخہ اور سنہِ کتابت کا علم ہو سکتا۔ مقدمہ نگار نے اس مسئلے کو مطلق اٹھایا ہی نہیں۔ انھوں نے مقالے میں ثابت کیا کہ محسن برلاس کا فراہم کردہ یہ "دیوانِ غمگینؔ" غلطی سے مرزا عبدالقادر غمگینؔ رام پوری کا سمجھ کر شائع کر دیا گیا ہے، حقیقت میں یہ دیوان میر سید علی غمگینؔ کا دوسرا دیوان ہے، جو ان کے قیامِ گوالیار کے دوران مکمل ہوا۔[۱۴] "دیوانِ غمگینؔ کے تعاقب میں"، مطبوعہ "تحقیق" جام شورو، منسوبات نمبر کے مطابق ۱۹۹۷ء کے وسط میں دو شہادتیں سامنے آئیں۔ پہلی شہادت یہ کہ حیدر آباد کے حمید الدین شیخ سے "دیوانِ غمگینؔ" کی ایک ابتدائی شکل کا مخطوطہ دریافت ہوا۔ دوسری یہ کہ نجم الاسلام نے افسر امروہوی مرحوم کے زیرِ مطالعہ مخطوطے کو بھی تلاش کر لیا۔ اس طرح میر سید علی غمگینؔ کے دیوان کی تین ارتقائی شکلیں سامنے آ گئیں۔ انھیں نسخۂ اوّل، نسخۂ دوّم اور نسخۂ سوّم کہا جا سکتا ہے۔ نجم الاسلام کے مطابق: تینوں کو سامنے رکھ کر اور انجمن کے نسخے کو بنیاد بنا کر "دیوانِ غمگینؔ" کی عمدہ طور پر تدوین کی جا سکتی ہے، کیوں کہ انجمن کا نسخہ اس دیوان کی آخری ارتقائی شکل ہے، جو سابقہ دو نسخوں کی طرح مصنف کی زندگی میں ان کے تصرف یا اجازت و ایما سے تیار ہوئی۔[۱۵] تینوں نسخوں کو سامنے رکھ کر عمدہ طور پر تدوین کی نجم الاسلام کی خواہش ہنوز پوری نہیں ہو سکی، البتہ انجمن والے نسخے کی اشاعت "مخزن الاسرار"، ۱۸۳۷ء (پاکستان میں پہلی بار ... مکمل عکسی نسخہ) کے نام سے ۲۰۰۹ء میں دنیاے ادب، کراچی کے زیرِ اہتمام عمل میں آئی۔ "عرضِ ناشر" میں نسیم حضرت جی اس کے مخطوطے کی

دریافت کا واقعہ لکھتے ہیں، جس سے پتا چلتا ہے کہ وہ اس سلسلے میں نجم الاسلام کی کاوشوں سے آگاہ نہیں تھے یا انھوں نے اس کا ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھا۔[۱۶]

"رسالۂ تنقید بر کلام شہیدؔ کا مصنّف کون ہے؟" کا پس منظر یوں ہے کہ نجم الاسلام کی نظر سے انجمن ترقیِ اردو پاکستان کے ذخیرۂ مخطوطات، مخزونہ قومی عجائب گھر، کراچی میں ایک مخطوطہ "شمس البیان فی مصطلحات الہندوستان" مؤلفہ مرزا جان طپش گزرا، جس پر کاتب کا نام میر احمد علی عصرؔ لکھا تھا۔ اس کے بعد ایک مختصر رسالہ ہے، جس کو حسبِ مطالب کسی نے "رسالۂ تنقید بر کلام شہید" کا نام دیا۔ رسالے میں نام اور مصنف کے نام کی صراحت کہیں نہیں ملتی۔ نجم الاسلام کے مطابق، قرائن و شواہد اس کے حق میں ہیں کہ یہ رسالہ اسی کاتب میر احمد علی عصرؔ کی تصنیف ہے، جس کا نام پہلے والے مخطوطے کے ترقیمے میں آیا ہے۔

نجم الاسلام نے تحقیقِ منسوبات پر جو مضامین لکھے، ان میں چار تراجم ہیں:

اگست ۱۹۰۲ء میں مولانا شبلی نعمانی کی اردو کتاب "الغزالی"، نامی پریس کان پور سے شائع ہوئی۔ اس کتاب میں عنوان "مبحوث فیہ تصنیفات" والے حصے کو نجم الاسلام نے "تحقیق" جام شورو کے گوشۂ تحقیقِ منسوبات کے "مقالات" والے حصے میں سب سے پہلے شائع کیا۔ شبلی نعمانی نے کتاب "سر العالمین" کے امام غزالی سے انتساب کو جعلی قرار دیا۔ شبلی نے اس کتاب کے جعل کو ثابت کرنے کے لیے دو دلائل دیے۔ ایک تو یہ کہ اس کتاب کی طرزِ عبارت اور اندازِ تحریر امام صاحب کے طریقۂ تحریر سے بالکل الگ ہے۔ دوسری دلیل خود ان کے الفاظ میں پڑھنے کے قابل ہے:

> جعل بنانے والے نے ایک چالاکی یہ کی ہے کہ جا بجا امام الحرمین کی استادی کا ذکر کیا ہے اور اپنی دانست میں اس کتاب کے اصلی ثابت کرنے کی یہ بڑی تدبیر خیال کی، لیکن صرف یہی امر کتاب کے جعلی ہونے کی کافی دلیل ہے۔ امام صاحب کی یہ خاص عادت ہے کہ وہ اپنے اساتذہ اور شیوخ کا ذکر مطلق نہیں کرتے۔ انکی تصنیفات میں بہت سے ایسے موقعے ہیں، جہاں استاد یا شیخ کا ذکر کرنا ضروری تھا، لیکن وہ بالکل پہلو بچا جاتے ہیں اور تصریح کا کیا ذکر، کنایہ تک نہیں کرتے۔ "منقذ من الضلال" میں نہایت ضروری موقعے پر صرف اس قدر کہہ کر رہ گئے کہ شیوخ سے جس طرح میں نے تعلیم پائی تھی، اس کے مطابق مراقبہ و مجاہدہ میں مشغول ہوا۔[۱۷]

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025
❄
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

علامہ شبلی کی اس تحریر کا ایک پس منظر ہے۔ ''سر العالمین'' کے امام غزالی سے جعلی انتساب کے بارے میں شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی نے اپنی معروف فارسی کتاب ''تحفۂ اثناعشریہ'' میں تحریر کیا۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۲۰۴ھ میں مطبع ثمرِ ہند، لکھنؤ سے شائع ہوئی۔ آپ نے بابِ ثانی میں ''کید بست ویکم'' کے تحت اس کتاب کے جعلی انتساب کی نشان دہی کی۔[۱۸] جنوری ۱۹۹۱ء میں علی رضا ذکاوتی قراگزلو کا مضمون ''سخنی کوتاہ دربارۂ کتاب ''سر العالمین و کشف ما فی الدارین'' ایران کے فارسی رسالے ''معارف'' تہران میں شائع ہوا۔ مضمون نگار نے اس مضمون میں ''سر العالمین و کشف ما فی الدارین'' (النجف الاشرف، مطبعہ النعمان، ۱۸۲۱/۵۴۹۱ء) کے غزالی سے جعلی انتساب کے معاملے میں مزید دلائل دیے۔ نجم الاسلام نے اس مضمون کی اہمیت کے پیشِ نظر اس کا اردو میں ترجمہ ''کچھ کتاب 'سر العالمین' کے غزالی سے انتساب کے بارے میں'' کے عنوان سے کیا۔ راقم کی نظر سے بھی اس موضوع پر دو حوالے مزید گزرے، جو قابلِ ذکر ہیں:

۱۔ مارچ ۲۰۱۰ء میں مولانا سعید احمد جلال پوری شہید کا مضمون ''غدیرِ خم اور خلافتِ علیؓ کے سلسلے میں امام محمد غزالیؒ پر بدترین تہمت!''، ماہنامہ ''بینات'' کراچی، جلد ۷۳، ربیع الاول ۱۴۳۱ھ میں شائع ہوا۔ مضمون میں ڈاکٹر عرفان عابد اعوان کے سوال کا جواب دیتے ہوئے، مضمون نگار نے تفصیلاً اظہارِ خیال کیا کہ میں نے امام غزالی کے مایہ ناز شاگرد اور ان کی کتاب ''احیاء العلوم'' کے شارح علامہ محمد الحسینی زبیدیؒ کی ''اتحاف السادۃ المتقین'' (دارالفکر، بیروت) کی طرف رجوع کیا تو معلوم ہوا کہ انھوں نے ''سرّ العالمین'' کو امام غزالیؒ کی تصانیف میں شمار نہیں کیا، جس سے یقین ہو گیا کہ ''سر العالمین'' نام کی کوئی کتاب امام غزالی کی تصنیف نہیں۔[۱۹]

۲۔ نومبر۔دسمبر ۱۹۱۴ء میں شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کے پروفیسر ظفر احمد صدیقی کا مضمون ''تحقیق منسوبات اور علامہ شبلی نعمانی''، معارف علی گڑھ میں شائع ہوا۔ ظفر احمد صدیقی نے ''الغزالی'' میں ''سر العالمین'' کے بارے میں علامہ شبلی نعمانی کی تحریر پر جزوی گرفت کی۔ ظفر احمد صدیقی کے مطابق: علامہ کا یہ کہنا تو درست ہے کہ جعل بنانے والے نے امام الحرمین کی استادی کا ذکر کیا ہے، لیکن یہ ذکر جا بجا نہیں، پوری کتاب میں صرف ایک جگہ مقالۂ تاسعہ میں آیا ہے۔ امام غزالی نے ''المنخول'' کے آخر میں بھی امام الحرمین کا ذکر ایک یا دو بار کیا۔ اس لیے محض اس بنیاد پر اس کتاب کو جعلی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ پھر علامہ شبلی نے اس کتاب کے مواد و مشتملات کے حوالے سے کوئی گفتگو نہیں فرمائی، حالانکہ اس کا جعل اس کے مشتملات ہی سے ظاہر ہوتا ہے۔[۲۰] ظفر احمد صدیقی نے علامہ شبلی کے دلائل میں مزید شواہد کا اضافہ کیا۔

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

جولائی ۱۹۹۶ء میں جمال الیاس، ایمہرسٹ کالج میسا چوسیٹس (Amherst College Massachusetts) کے تعارف و تصحیح کے ساتھ فارسی میں رسالۂ نوریہ شیخ علاء الدّولہ سمنانی کا متن، معارف دانش گاہ تہران میں شائع ہوا۔ "رسالۂ نوریہ" کا متن پیش کرنے سے قبل مصحح کی تعارفی تحریر میں رسالۂ نوریہ کے انتساب پر بھی مختصر روشنی ڈالی گئی اور اس کے نسخوں کا تعارف بھی کرایا گیا۔ نجم الاسلام کا اردو میں ترجمہ شدہ مضمون "رسالۂ نوریہ کس کی تصنیف ہے؟"، اس کے صرف تعارفی حصے کا ترجمہ ہے، جس کا تعلق انتساب اور نسخوں سے ہے۔ "رسالۂ نوریہ" کی تحقیق و تدوین جمال الیاس سے قبل نجیب مائل ہروی نے بھی کی تھی، جس کا اردو ترجمہ غلام حسن حسنو ایم اے نے کیا اور جسے ہارون بکس اینڈ سپورٹس سنٹر خپلو بلتستان نے شائع کیا۔ انتساب کے مسئلے پر نجیب مائل ہروی اور جمال الیاس دونوں متفق ہیں۔ "رسالۂ نوریہ" یا "رسالۃ الانوار" فہرستوں اور تصوّف کی کتابوں میں شیخ الاشراق شہاب الدین سہروردی اور شیخ سید علی ہمدانی کے ناموں سے مذکور ہوا۔ راقم کی نظر سے میر سید علی ہمدانی کی کتاب "منہاج العارفین" گزری۔ اس کے آغاز میں "عرضِ ناشر" کے تحت پیر علی محمد ہمدانی علمبردار، صدرِ انجمنِ خادمانِ ہمدانیہ زیارت حضرت شاہ ہمدان خانقاہ معلیٰ، سرینگر، کشمیر نے سید علی ہمدانی کی تصانیف کی جو فہرست دی ہے، اس میں نمبر ۶ پر "رسالۂ نوریہ" درج ہے۔[۱۲] جمال الیاس کا موقف یہ ہے کہ یہ رسالہ شیخ علاء الدولہ سمنانی کی تصنیف ہے۔

جولائی ۱۹۹۷ء میں نصرت اللہ حکمت کا فارسی مضمون "آیا کتاب "السعادۃ والاسعاد" تألیف ابوالحسن عامری است"، "معارف"، تہران، جلد ۱۴، شمارہ ۱ میں شائع ہوا۔ اخلاق پر تحقیق کے دوران مضمون نگار کو علم ہوا کہ "السعادۃ والاسعاد" اور ابوالحسن عامری کی دیگر کتب کے مابین اس موضوع پر اختلاف پایا جاتا ہے۔ قوی امکان لگا، جیسے "السعادۃ و الاسعاد" ابوالحسن عامری کی تصنیف نہیں۔ اس مضمون میں نصرت اللہ حکمت نے "السعادۃ و الاسعاد" کے ابوالحسن عامری سے انتساب کے معمّے کو دلائل سے حل کرنے کی کوشش کی۔ نجم الاسلام نے نصرت اللہ حکمت کے اس مضمون کا ترجمہ اردو میں "آیا کتاب "السعادۃ والاسعاد" ابوالحسن عامری کی تصنیف ہے؟" کے نام سے کیا۔

"خیام کی اصیل رباعیاں کون سی ہیں؟" اصل میں سید علی میر افضلی کے مضمون "رباعیاتِ اصیلِ خیام کدام است؟"، مطبوعہ "دانش" تہران، جلد ۱۵، شمارہ ۵، اگست۔ ستمبر ۱۹۹۵ء کا اردو ترجمہ ہے۔ مضمون نگار نے پروفیسر محمد اقبال کا نام لیے بغیر لکھا کہ یہ نظریہ پہلے بھی پیش کیا جا چکا ہے، لیکن اس مضمون میں یہ زیادہ محکم اور زیادہ

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025

ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

مستدل ہے۔ نجم الاسلام نے اس سلسلے میں پروفیسر محمد اقبال کے نام کی نشان دہی کی اور مضمون کے آخر میں "یاد داشت" کے عنوان کے تحت اضافہ کیا:

> کلیات آثار پارسی حکیم عمر خیام" (تہران، کتاب فروشی بارانی،۱۳۳۸ شمسی) کے مرتب محمد عباسی نے صراحت کی ہے کہ ان کی مرتب کردہ کلیات کی رباعیاں ایک قدیم قلمی نسخے کی اساس پر ہیں، جو ۶۰۴ھ کا ہے، یعنی "سفینۃ المجالس" سے بھی پہلے کا۔ اس قدیم نسخے کی اصالت و قدامت اور چار قافیوں والی رباعیوں کی روایت کو زیر بحث لایا جاتا تو بہتر ہوتا۔[۲۲]

نجم الاسلام نے درست نشاندہی کی کہ اگست ۱۹۴۱ء میں پروفیسر محمد اقبال کا مضمون "رباعیاتِ خیام کی تعیین"، "اورینٹل کالج میگزین"، لاہور میں شائع ہوا تھا۔ پروفیسر محمد اقبال نے اس موضوع پر ایک مقالہ آل انڈیا اورینٹل کانفرنس کے ساتویں اجلاس میں پڑھا تھا، جو ۱۹۳۳ء میں بڑودہ میں منعقد ہوا۔ "رباعیاتِ خیام کی تعیین" میں مضمون نگار نے آخر میں نتیجہ نکالا تھا:

> خیام کی تمام اصلی اور صحیح رباعیاں دو بیتیاں ہونی چاہییں، اگر ہم اس نظریے کے ساتھ قفطیؔ اور نجمؔ الدین دایہ کا بیان بھی ملحوظِ خاطر رکھیں، جو کہتے ہیں کہ خیام کے اشعار مذہب اور شریعت کے حق میں سمِ قاتل ہیں اور یہ کہ حیرت و ضلالت اس کا شعار ہے تو ہمارے خیال میں اس کی اصلی رباعیوں کی تعیین میں زیادہ دقّت نہ ہوگی۔ خلاصے کے طور پر اس تعیین کے لیے ہمارا فارمولا یہ ہوگا کہ رباعیاتِ خیام کے قدیم مجموعوں میں تمام وہ رباعیاں، جو دو بیتیاں ہیں اور جن میں فلسفہ اور آزاد خیالی کی تعلیم ہے، ضرور اصلی ہیں۔[۲۳]

تحقیق منسوبات پر نجم الاسلام کے آٹھ مقالات مستفاد ہیں، جو مختلف کتب و مقالات سے ماخوذ ہیں۔ ان مقالات پر انھوں نے، جہاں ضروری ہوا، نقد، اضافات اور حواشی بھی لکھے۔ ان مقالات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے محققین کی تحقیقات کو قابلِ استفادہ بنانے کا ان کا کیا منہج تھا۔ یہ تمام مقالات "تحقیق" کے منسوبات نمبر میں شامل ہیں۔ "غلط انتسابات سے متعلق محمود شیرانی کی تحقیقات"،ڈاکٹر نذیر احمد کے مقالے "فارسی زبان و ادب سے متعلق پروفیسر محمود شیرانی کی تحقیقات"، مطبوعہ رسالہ "اردو" کراچی، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۸۰ء سے ماخوذ ہے، جس میں غلط انتسابات کی تحقیق سے متعلق شیرانی کے کام پر عمدہ تصریحات ہیں۔ نجم الاسلام نے ان تصریحات کو نکات وار اقتباس کیا ہے۔ "کیا کتاب 'مینا بازار' ظہوری کی تصنیف ہے؟"،ڈاکٹر نذیر احمد کے ہی

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

مفصّل مقالے ''مینا بازار''، مطبوعہ ''معارف''، اعظم گڑھ، اپریل، جولائی، اگست ۱۹۵۵ء کی تلخیص ہے۔ اصل مقالہ تین قسطوں میں ستّر صفحات پر مشتمل ہے، جس میں اوّلاً اس کتاب کے نام، عہدِ اکبری میں مینا بازاروں یا زنانہ بازاروں کی ابتدا، پھر جہانگیر، شاہ جہان اور بعد کے زمانے میں اس کے تسلسل سے بحث کی ہے۔ زمانے کی تعیین کی ضروری بحث کے بعد، مصنّفِ 'مینا بازار' کے متعلق اختلافات کو تاریخی ترتیب کے ساتھ بیان کرنے کے بعد، وہ ان پر محاکمہ کرتے ہیں۔ '''دساتیر' کی مجعولیت پر قاضی عبدالودود کا مقالہ''، قاضی عبدالودود کے مقالے ''دساتیر'' کی تلخیص ہے، جو ''نقوش'' لاہور، شمارہ ۱۰۵، ۱۹۶۶ء میں شائع ہوا۔ نجم الاسلام نے اس مقالے سے دس نکات اخذ کر کے پیش کیے۔ ''کیا فارسی 'قصہ چہار درویش' امیر خسرو کی تصنیف ہے؟''، حافظ محمود شیرانی کے مقالے ''قصہ چہار درویش'' کی تلخیص ہے، جو اوّلاً سالنامہ کاروان لاہور، بابت ۱۹۳۳ء میں چھپا تھا، پھر ''مقالاتِ شیرانی''، کتاب منزل لاہور، ۱۹۴۸ء اور ''مقالاتِ حافظ محمود شیرانی''، جلد نہم، مجلسِ ترقیِ ادب لاہور، ۱۹۹۹ء، مرتبہ ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی میں شامل ہو کر بھی چھپا۔ نجم الاسلام نے سہواً ''مقالاتِ حافظ محمود شیرانی'' کی جلد ششم کا حوالہ دیا ہے، جو غالباً ''حافظ محمود شیرانی اور ان کی علمی و ادبی خدمات''، جلد دوم، مرتبہ ڈاکٹر مظہر محمود شیرانی سے منقول ہے، جہاں یہ سہواً جلد ششم درج ہے۔ اس مضمون کے آخر میں نجم الاسلام نے اپنے عالمانہ حواشی کا اضافہ کیا، جن میں انھوں نے ''فارسی چہار درویش'' کا میر احمد خلف شاہ محمد کے دیباچے والا پہلا مطبوعہ ایڈیشن فاضل محقق کے پیشِ نظر نہ ہونے کی وجہ سے ایک ضمنی خرابی کی نشاندہی کی۔ ''قادر نامۂ غالب: غالب کی زندگی میں شائع ہونے والے تین ایڈیشن''، ڈاکٹر شوکت سبزواری کے مقالے ''قادر نامۂ غالب''، مطبوعہ رسالہ ''اردو''، کراچی، شمارہ ۱، ۱۹۷۱ء سے اقتباس کیا گیا ہے۔ اس مقالے میں ''قادر نامۂ غالب'' کی اصالت پر شبہات کا رد غالب کی زندگی میں شائع ہونے والے تین ایڈیشنوں کی تفصیل سے کیا گیا، جو خارجی شہادت کے زُمرے میں آتا ہے۔ '''چندر بدن و مہیار' کے مُصنّف کے تعین کے بارے میں محمد اکبر الدّین صدیقی صاحب کی کوشش کا جائزہ (تلخیص)''، ڈاکٹر نذیر احمد کا مقالہ ہے، جس کی تلخیص نجم الاسلام نے کی۔ نجم الاسلام نے اصل مقالے کا حوالہ نہیں دیا اور نہ ہی تلخیص نگار کے طور پر اپنا نام درج کیا۔ صرف لفظ ''تلخیص'' سے پتا چلتا ہے کہ یہ مقالہ نجم الاسلام نے اقتباس کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نجم الاسلام کو نام و نمود کی قطعاً پرواہ نہیں تھی۔ خاموشی سے تحقیقی سرگرمیوں میں مگن رہنا، ان کا اصول تھا۔ راقم کی رسائی اصل مضمون تک ڈاکٹر نذیر احمد کی صاحبزادی ڈاکٹر ریحانہ خاتون کے بنائے ہوئے اپنے والد کے مقالات و کتب کے اشاریے ''کارنامۂ نذیر''، نئی دہلی، انڈو پرشین سوسائٹی، ۱۹۹۵ء کے توسط

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

سے ہوئی۔ ''کارنامۂ نذیر''میں مقالے کا عنوان ''مقیمی اور مقیم استر آبادی'' درج ہے۔ اصل مضمون ''اردو ادب''، علی گڑھ، جلد۶، نمبر۳، دسمبر ۱۹۵۷ء میں ''چندر بدن و مہیار'' کا مطالعہ اور اس کے مُصنّف کے تعین کے سلسلے میں ''محمد اکبر الدیّن صدّیقی صاحب کی کوشش کا جائزہ'' کے عنوان سے شائع ہوا۔ یہی صورتِ حال ''دیوانِ معین': چند معروضات (تلخیص)'' کی ہے، جو پروفیسر محمد اسلم کے مضمون کی تلخیص ہے۔ ''معراج العاشقین' کا مصنف (تلخیص)''، اصل میں ''معراج العاشقین' کا مصنف'' کے نام سے ڈاکٹر حفیظ قتیل (شعبۂ اردو، عثمانیہ یونی ورسٹی) کی کتاب ہے، جو ۱۹۶۸ء میں حیدر آباد دکن سے شائع ہوئی۔ نجم الاسلام نے اس کتاب کی تلخیص کی، تاکہ منسوبات کی تحقیق سے متعلق مصنف کے اختیار کردہ منہج کی نشان دہی ہو جائے۔

نجم الاسلام کا اہم کام سندھ یونی ورسٹی کے شعبہ جاتی تحقیقی مجلّے ''تحقیق'' جام شورو، مئی ۱۹۹۸ء کا شمارۂ خاص ہے، جس کا بڑا حصہ ''گوشۂ تحقیقِ منسوبات'' پر مشتمل ہے۔ یہ سندھ یونی ورسٹی کی پچاسویں سالگرہ تقریبات (۱۹۴۷ء۔۱۹۹۷ء) کی مناسبت سے ایک پیشکش ہے۔ ضخامت ۱۰۴۸ صفحات ہے، جس میں ''گوشۂ تحقیقِ منسوبات'' صفحات ۳۴۷ تا ۹۹۸، یعنی ۶۵۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ ''گوشۂ تحقیقِ منسوبات'' سے پہلے والے حصے میں بھی تحقیقِ منسوبات سے متعلق نجم الاسلام کے دو مضامین ہیں۔ اگر ان کو بھی شامل کر لیا جائے تو کل صفحات کی تعداد ۶۷۱ بن جاتی ہے۔ ''پیش گفتار'' میں ڈاکٹر نذیر احمد مغل، وائس چانسلر سندھ یونی ورسٹی نے انکشاف کیا کہ اس موضوع پر اتنا کثیر مواد شاید ہی کہیں اور یکجا ملے۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں نے ''تقدیمات'' میں ''گوشۂ تحقیقِ منسوبات'' کا مرتبہ یوں متعین کیا ہے:

> عزیزِ محترم [نجم الاسلام] نے علم و ادب کے بعض ایسے گوشے ڈھونڈ نکالے ہیں، جن تک عموماً مکمل رسائی نہیں ہوئی تھی۔ اب انھوں نے ماشاء اللہ ''گوشۂ تحقیقِ منسوبات'' مرتب کیا ہے، جو اپنی نوعیت میں یکتا ہے اور بے حد اہم ہے، کیونکہ اس میں مختلف محققین کے متعلقہ کاموں کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ اس مفید اور اہم علمی کام کے لیے ڈاکٹر صاحب نے اس قدر سخت کوشی کی ہے کہ صرف یہی کہا جا سکتا ہے کہ مشک آنست کہ خود ببوید۔ حقیقت یہ ہے کہ انھوں نے تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے نئی راہیں تلاش کرنے کا اعلیٰ ذوق پیدا کر دیا ہے۔ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ۔[۲۴]

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

"گوشۂ تحقیقِ منسوبات" ۱۳ مضامین پر مشتمل ہے، جن کے مصنفین میں نجم الاسلام کے علاوہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں، ڈاکٹر نذیر احمد، حکیم محمد موسیٰ امرت سری، ڈاکٹر سید حسن عباسی، سید جاوید اقبال اور حنا عنبرین شامل ہیں۔ گوشۂ تحقیقِ منسوبات کا دوسرا حصہ ایسی توضیحات پر مشتمل ہے، جن کو اصولِ تحقیقِ منسوبات کہا جا سکتا ہے۔ نجم الاسلام کے مضامین کے علاوہ اس حصے میں ڈاکٹر نذیر احمد، ڈاکٹر خلیق انجم اور ڈاکٹر گیان چند کے مضامین شامل ہیں۔ اس کے بعد گوشۂ تحقیقِ منسوبات کا مقالات والا طویل حصہ شروع ہوتا ہے۔ نجم الاسلام کے مضامین کے علاوہ اس حصے میں بقیہ مقالات علامہ شبلی نعمانی، حافظ محمود شیرانی، پروفیسر محمد محفوظ الحق، پروفیسر نکلسن، ڈاکٹر غلام مصطفٰے خاں، ڈاکٹر نذیر احمد، امتیاز علی خاں عرشی، قاضی احمد میاں اختر جونا گڑھی، مالک رام، ڈاکٹر سید امیر حسن عابدی، عطاء الرحمٰن کاکوی، ڈاکٹر وحید قریشی، ڈاکٹر محمد ایوب قادری، ڈاکٹر امیر اللہ شاہین، ضیاء الدین اصلاحی، حبیب الرحمٰن اعظمی، ضیاء الدین اصلاحی، حافظ غلام مرتضیٰ، سید محمد مطیع اللہ راشد برہانپوری، ڈاکٹر حسینی شاہد، سخاوت مرزا، زاہد منیر عامر، خورشید احمد خان اور ڈاکٹر نذیر احمد کے ہیں۔ ان مقالات میں حافظ محمود شیرانی، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں اور ڈاکٹر نذیر احمد کا تحقیقِ منسوبات پر کام منفرد اور امتیازی ہے۔ اس کے بعد "متعاقب تحریریں" والا حصہ ہے، جس سے مراد وہ تحریریں ہیں، جو کسی ماقبل مقالے یا تحقیق پر اضافہ ہوں۔ اس حصے میں محمد ابراہیم ڈار اور ڈاکٹر نذیر احمد کے مقالات ہیں۔ تحقیق کے اس گوشۂ منسوبات پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر نذیر احمد نے لکھا: میرے علم کے مطابق برِ صغیر کا کوئی محقق و نقاد اس کام کو اس خوبی سے انجام نہیں دے سکتا تھا۔[۲۵]

نجم الاسلام کے منسوباتی ادب کا مطالعہ کرنے سے اس منفرد موضوع پر ان کے کام کی متعدّد جہات کا انکشاف ہوتا ہے۔ تحقیقِ منسوبات کے سلسلے میں انھوں نے اردو میں سب سے پہلے کوشش کرنے والے محقق اور جدید تحقیقِ منسوبات کے بانی کی نشان دہی کی۔ منسوبات کی تعریف کر کے اس کی حدود کا تعین کیا اور تحقیقِ منسوبات کے اصول متعین کیے۔ انھوں نے داخلی اور خارجی شواہد کی بنیاد پر "گربہ نامہ" اور "دیوانِ غمگین" کے غلط انتسابات کو رد کر کے درست انتسابات کو ثابت کیا۔ قطعہ "یاصاحب الجمال و یا سید البشر" کے غلط انتساب کو رد کیا۔ تفسیرِ "موضح القرآن"، مطبوعہ خادم الاسلام دہلی کے معروف جعلی ایڈیشن کو امکاناً درست ثابت کیا۔ "رسالۂ تنقید بر کلام شہیدؔ" کے مخطوطے کے مصنف کی نشاندہی کی۔ انھوں نے اس سلسلے میں انگریزی زبان میں تازہ تحقیقات سے اردو دانوں کو روشناس کیا۔ تحقیقِ منسوبات پر انھوں نے نامور محققین سے مقالات لکھوائے۔ اس کے علاوہ ان کا یادگار کام ان کا مرتبہ تحقیق جام شورو، مئی ۱۹۹۸ء کا شمارۂ خاص ہے، جس میں انھوں نے، اس

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

موضوع پر، اس وقت تک کے تمام اہم کام کو جمع کیا۔ مختصر یہ کہ تحقیق منسوبات پر نجم الاسلام نے جتنا کام کیا، ان سے پہلے یا ان کے بعد کسی نے نہیں کیا۔ اس میدان میں ان کی اس برتری کا کوئی ثانی نہیں۔

حواشی

۱۔ نجم الاسلام، کچھ تحقیق منسوبات کے بارے میں، مشمولہ تحقیق جام شورو، شمارہ ۱۰۔ ۱۱، مئی ۱۹۹۸ء، ص ۴۹۱۔
۲۔ علی جواد زیدی، اردو تحقیق کے چند سنگِ میل اور ستون، مشمولہ آج کل، دہلی، اردو تحقیق نمبر، اگست ۱۹۶۷ء، ص ۶۷۔
۳۔ ڈاکٹر گیان چند جین، تحقیق کا فن، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان پاکستان، ۲۰۱۲ء، ص ۲۵۰۔
۴۔ رشید حسن خاں، تدوین۔ تحقیق روایت، دہلی، ایس اے پبلی کیشنز، ۱۹۹۹ء، ص ۱۹۲۔
۵۔ ڈاکٹر عطش درانی، جدید رسمیاتِ تحقیق (زبان و ادب)، لاہور، اردو سائنس بورڈ، ۲۰۰۵ء، طبع اوّل، ص: ۱۴۰۔
۶۔ لالہ سری رام ایم اے، خمخانۂ جاوید، لاہور، مطبع منشی نول کشور، ۱۹۰۸ء، ص ۲۶۔ ۲۷۔
۷۔ نجم الاسلام، غلام علی آزاد بلگرامی سے منسوب گربہ نامہ اور اس کا اصل مصنف، مشمولہ صحیفہ لاہور، شمارہ ۵۵، اپریل ۱۹۷۱ء، ص ۲۵۷۔
۸۔ رحیم بخش امروہوی، تواریخِ واسطیہ، مراد آباد، مطبع گلزار احمدی، ۱۳۲۲ھ، طبع اوّل، ص ۱۸۴۔
۹۔ مولوی ظہیر الدین سید احمد صاحب ولی اللہی (مرتبہ)، کمالاتِ عزیزی، لاہور، اسلامی اکادمی، س ن، ص ۱۰۔
۱۰۔ نجم الاسلام، یا صاحب الجمال و یا سیّد البشر، مشمولہ اورینٹل کالج میگزین، لاہور، جلد ۵۷: ۳، ۴، شمارۂ مسلسل ۲۲۶۔ ۲۲۷، ۱۹۸۲ء، ص ۱۰۸۔
۱۱۔ نجم الاسلام، مطالعات، حیدر آباد، ادارۂ اردو، نومبر ۱۹۹۰ء، ص ۵۲۵۔
۱۲۔ پروفیسر محمد ایوب قادری (مرتب)، مقدمہ مشمولہ مجموعۂ وصایاءِ اربعہ، حیدر آباد، شاہ ولی اللہ اکیڈمی، ۱۹۶۴ء، ص ۲۶۔
۱۳۔ محسن برلاس، پیش لفظ مشمولہ دیوانِ غمگین از عبدالقادر غمگین رام پوری، لاہور، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۱۹۹۴ء، ص ا۔ب۔
۱۴۔ نجم الاسلام، دیوانِ غمگین کس غمگین کا ہے؟، مشمولہ تحقیق جام شورو، مشترکہ شمارہ ۸۔ ۹، فروری ۱۹۹۶ء، ص ۳۶۱۔
۱۵۔ نجم الاسلام، دیوانِ غمگین کے تعاقب میں، ایضاً، شمارہ ۱۰۔ ۱۱، مئی ۱۹۹۸ء، ص ۳۱۳۔
۱۶۔ غمگین دہلوی، حضرت شاہ: مخزن الاسرار، کراچی، دنیائے ادب، ۲۰۰۹ء، ص ۱۴۔
۱۷۔ مولانا شبلی نعمانی (مرتّب)، الغزالی یعنی حجتہ الاسلام امام محمد غزالی کی سوانح عمری، کان پور، نامی پریس، اگست ۱۹۰۲ء، ص ۴۷
۱۸۔ حافظ غلام حلیم، [شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی]، تحفہ اثنا عشری، لکھنؤ، مطبع لی کشور، ۱۳۰۲ھ، ص ۶۳۔
۱۹۔ دیکھیے: http://www.elmedeen.com/read-book-464?book=464، مؤرخہ ۲۰/ اپریل ۲۰۲۲ء
۲۰۔ پروفیسر ظفر احمد صدیقی، تحقیقِ منسوبات اور علامہ شبلی نعمانی، مشمولہ معارف علی گڑھ، نومبر۔ دسمبر ۱۹۱۴ء، ص ۱۲۴۔ ۱۲۶

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025
ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

۲۱۔ میر سیّد علی ہمدانی، منہاج العارفین، سری نگر: انجمن خادماں ہمدانیہ زیارت حضرت سید شاہ ہمدان خانقاہ معلیٰ، س ن، ص ۵۔

۲۲۔ ڈاکٹر نجم الاسلام (مترجم)، خیام کی اصیل رباعیاں کون سی ہیں؟ از سید علی میر افضلی، مشمولہ تحقیق جام شورو، مئی ۱۹۹۸ء، ص ۴۵۷

۲۳۔ پروفیسر محمد اقبال، رباعیاتِ خیام کی تعیین، مشمولہ اورینٹل کالج میگزین، لاہور، جلد ۱۷، عدد ۴، عددِ مسلسل ۶۶، اگست ۱۹۴۱ء، ص ۸

۲۴۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں، تقدیمات، مشمولہ تحقیق جام شورو، شمارہ ۱۰۔۱۱، مئی ۱۹۹۸ء، ص ن

۲۵۔ ڈاکٹر نذیر احمد، مکتوب بنام ڈاکٹر نجم الاسلام، مشمولہ تحقیق جام شورو، شعبۂ اردو، سندھ یونی ورسٹی، شمارہ: ۱۲۔۱۳، ستمبر ۲۰۰۰ء، ص ۹۶۲

مآخِذ

۱۔ الاسلام، نجم، مطالعات، حیدر آباد: ادارۂ اردو، نومبر ۱۹۹۰ء

۲۔ امروہوی، رحیم بخش، تواریخِ واسطیہ، مراد آباد: مطبع گلزار احمدی، ۱۳۲۲ھ، طبع اوّل

۳۔ برلاس، محسن، پیش لفظ مشمولہ دیوانِ غمگین از عبدالقادر غمگین رام پوری، لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۱۹۹۴ء

۴۔ جین، گیان چند، ڈاکٹر، تحقیق کافن، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان پاکستان، ۲۰۱۲ء

۵۔ حلیم، غلام، حافظ، [شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی]، تحفہ اثنا عشری، لکھنؤ: مطبع لو کشور، ۱۳۰۲ھ

۶۔ خاں، رشید حسن، تدوین۔تحقیق روایت، دہلی: ایس اے پبلی کیشنز، ۱۹۹۹ء

۷۔ درانی، عطش، ڈاکٹر، جدید رسمیاتِ تحقیق (زبان و ادب)، لاہور: اردو سائنس بورڈ، ۲۰۰۵ء، طبع اوّل

۸۔ دہلوی، غمگین، حضرت شاہ: مخزن الاسرار، کراچی: دنیائے ادب، ۲۰۰۹ء

۹۔ رام، لالہ سری، خمخانۂ جاوید، لاہور: مطبع منشی نول کشور، ۱۹۰۸ء

۱۰۔ قادری، محمد ایوب، پروفیسر محمد ایوب (مرتّب)، مقدمہ مشمولہ مجموعۂ وصایاء اربعہ، حیدر آباد: شاہ ولی اللہ اکیڈمی، ۱۹۶۴ء

۱۱۔ نعمانی، شبلی، مولانا (مرتّب)، الغزالی یعنی حجتہ الاسلام امام محمد غزالی کی سوانح عمری، کان پور: نامی پریس، اگست ۱۹۰۲ء

۱۲۔ ولی اللہی، ظہیر الدین سید احمد صاحب، مولوی (مرتبہ)، کمالاتِ عزیزی، لاہور: اسلامی اکادمی، س ن

۱۳۔ ہمدانی، علی، میر سیّد، منہاج العارفین، سری نگر: انجمنِ خادماں ہمدانیہ زیارت حضرت سید شاہ ہمدان خانقاہ معلیٰ، س ن

رسائل و جرائد

۱۔ آج کل، دہلی، اردو تحقیق نمبر، اگست ۱۹۶۷ء
۲۔ اورینٹل کالج میگزین، لاہور، جلد ۱۷، عدد ۴، عدد مسلسل ۶۶، اگست ۱۹۴۱ء
۳۔ ____، جلد ۵۷: ۳، ۴، شمارۂ مسلسل ۲۲۶۔۲۲۷، ۱۹۸۲ء
۴۔ تحقیق، مشترکہ شمارہ ۸۔۹، فروری ۱۹۹۶ء، شعبۂ اردو، سندھ یونی ورسٹی، جام شورو
۵۔ ____، شمارہ ۱۰۔۱۱، مئی ۱۹۹۸ء
۶۔ ____، شمارہ: ۱۲۔۱۳، ستمبر ۲۰۰۰ء
۷۔ صحیفہ، شمارہ ۵۵، اپریل ۱۹۷۱ء، مجلسِ ترقیِ ادب، لاہور
۸۔ ____، شمارہ ۱۰۔۱۱، مئی ۱۹۹۸ء
۹۔ معارف، نومبر۔دسمبر ۱۹۱۴ء، دارالمصنّفین، اعظم گڑھ

ویب

http://www.elmedeen.com

Bibliography:

1. Al-Islam, Najm, *Mutal'at*, Hyderabad: Idara-e-Urdu, 1990.
2. Amrovi, Rahim Bakhsh, *Tawarikh-e-Wasitiya*, Muradabad: Gulzar-e-Ahmadi Press, 1322 AH, 1st Ed.
3. Barlas, Mohsin, *Foreword* in *Diwan-e-Ghamgin*, by Abdul Qadir Ghamgin Rampuri, Lahore: West Pakistan Urdu Academy, 1994.
4. Dehlvi, Hazrat Shah Ghamgin, *Makhzan-ul-Asrar*, Karachi: Dunya-e-Adab, 2009.
5. Durrani, Atash, Dr., *Jadid Rasmiyat-e-Tehqiq (Zaban-o-Adab)*, Lahore: Urdu Science Board, 2005, 1st Ed.
6. Haleem, Ghulam, Hafiz [Shah Abdul Aziz Muhadith Dehlvi], *Tofa-e-Isna Ash'aria*, Lucknow: Navilkishore Press, 1302 AH
7. Hamdani, Ali, Mir Syed, *Minhaj-ul-Arifeen*, Sri Nagar: Anjuman-e-Khadiman Hamdania Ziyarat-e-Hazrat Syed Shah-e-Hamdan Khanqah-e-Mu'alla, n.d.
8. Jain, Gyan Chand, Dr., *Tehqiq ka Fan*, Islamabad: Urdu Language Authority Pakistan, 2012
9. Khan, Rasheed Hasan, *Tadween-Tehqiq Riwayat*, Delhi: S. A. Publications, 1999.
10. Nomani, Shibli, Maulana, (Ed.), *Alghazali yani Hujjatul Islam Imam Muhammad Ghazali ki Sawaneh Umri*, Kanpur: Nami Press, Aug. 1902.

Bi-Annual URDU
Vol. 101, No. 1, Jan-Jun, 2025 ❄ ISSN: 2519-6332 (Print)
ISSN: 2708-1915 (Online)

11. Qadiri, Muhammad Ayyub, Prof. (Ed.), *Foreword* in *Majmua-e-Wasaya-e-Arba'a*, Hyderabad: Shah Waliullah Academy, 1964.
12. Ram, Lala Sri, *Khumkhana-e-Javed*, Lahore: Navilkishore Press, 1908.
13. Waliullahi, Zaheeruddin Syed Ahmed Sahib, Molvi, (Ed.), *Kamalat-e-Azizi*, Lahore: Islami Academy, n. d.

Magazines:

1. *Aajkal*, Delhi, Special Issue on Urdu Research, Aug. 1967
2. *Oriental College Magazine*, Lahore, Vol 17, No. 4, 1941
3. ____, Vol 57, No. 3-4, 1982
4. *Tehqiq*, No. 8-9, Feb. 1996, Dept. of Urdu, University of Sindh, Jamshoro
5. ____, No. 10-11, May, 1998
6. ____, No. 12-13, Sept. 2000
7. *Sahifa*, Apr. 1971, Majlis-e-Taraqqi-e-Adab, Lahore
8. ____, No. 10-11, May 1998
9. *Ma'arif*, Nov-Dec. 1914, Darul Musannifeen, Azamgarh

Website

http://www.elmedeen.com